دار الافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدُ الواحد
مُدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ:

مُسلمانوں کو تبلیغ کرنا حدیث کی رو سے کیسا ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کفّار کے پاس تبلیغ کے لیے جاتے تھے اور آج کل لوگ مُسلمانوں کو تبلیغ کرتے ہیں۔ کیا حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمانوں میں اس طرح چل کر تبلیغ کی ہے۔ جیسے کہ آج کل تبلیغی جماعت والے تبلیغ کرتے ہیں۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت مطلوب ہے۔

بینوا توجروا

نور خان ضیاء

نور خان ضیاء جنرل سیکرٹری تحریک نوجوانان راوی روڈ، لاہور
اہلِ سُنت پاکستان راوی روڈ لاہور۔

الجواب باسم ملهم الصواب، حامدا ومصليا۔

پہلی بات یہ ہے کہ تبلیغ جیسے اسلام کی کافروں کی طرف ہوتی ہے اسی طرح تبلیغ احکامِ اسلام کی مُسلمانوں کی طرف بھی ہوتی ہے۔ قرآنِ پاک میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (پ ۶)

(ترجمہ: اے رسول پہنچا دیجیے جو اُتارا گیا آپ کی طرف آپ کے رَبّ کی طرف سے۔
اور اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام)

اس آیت کے بارے میں مفسّرین لکھتے ہیں یعنی آپ پر جو کچھ پروردگار کی طرف سے اُتارا جائے آپ بے خوف وخطر پہنچاتے رہیے۔ اگر بفرضِ محال کسی ایک چیز کی تبلیغ میں بھی آپ سے کوتاہی ہُوئی تو بحیثیّت رسول رسالت و پیغام رسانی کا جو منصبِ جلیل آپ کو تفویض ہُوا ہے سمجھا جائے گا کہ آپ نے اس کا حق کچھ بھی ادا نہ کیا۔

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فریضۂ رسالت و تبلیغ پُورے طور پر ادا کیا تھا اور آخر میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اُن سے پُوچھا ہَلْ بَلَّغْتُ (کیا مَیں نے احکام الٰہی پہنچا دیے) تو سَب صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ قَدْ بَلَّغْتَ (آپ نے پہنچا دیے)

اب اس میں جہاں کفّار کو اسلام کی تبلیغ تھی وہیں مُسلمانوں کو احکام اسلام کی تبلیغ تھی۔ اور یہی بات ایک اور حدیث میں ملتی ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً (پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک آیت ہو) اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حجۃ الوداع میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (چاہیے کہ موجود (اور حاضر) غیر حاضر کو پہنچائے) یعنی احکام اسلامی اور احکام الٰہی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے عُرف و رواج میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی تبلیغ کہتے ہیں اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ اشتہار میں تبلیغی جلسہ اور تبلیغی کانفرنس وغیرہ لکھا ہوتا ہے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مُسلمان پر حسبِ طاقت وقدرت واجب ہے۔ یہ صرف علماء ہی کا کام نہیں بلکہ ہر مسلمان پر واجب

قرآن پاک میں ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ	تم بہترین اُمّت ہو کہ لوگوں کے (نفع رسانی)
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ	کے لیے نکالے گئے ہو۔ تم لوگ نیک کام کا حکم کرتے ہو
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پ۴ ع۲)	اور بُرے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

۲- يَا بُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (پ۲۱ ع۱)

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر کہ یہ ہمّت کے کاموں میں سے ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔

۳- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہُوئے دیکھے اگر اتنی قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کر دے تو اس کو بند کر دے اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کرے اور اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے تعلّق قرآنِ پاک اور احادیث میں بکثرت موجود ہے۔

اَب، ہم تبلیغی جماعت والوں کو دیکھتے ہیں تو یہ نظر نہیں آتا کہ وہ مُسلمان کو العیاذ باللہ کافر سمجھ کر اسلام کی تبلیغ کرتے ہوں بلکہ وہ تو مُسلمانوں کو مُسلمان سمجھ کر اُن کو احکام الٰہی اور احکامِ اسلامی پہنچاتے ہیں اور نیک اعمال اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اپنے ایمان ویقین کو مزید بڑھانے، عبادات، مثلاً نماز و ذکر وغیرہ کرنے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی تبلیغ کرنے میں خود بھی مصروف ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اُن کی ترغیب اور دعوت دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنتوں پر خود بھی عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی ان کو اختیار کرنے کی رغبت دلاتے ہیں اور اس کے لیے لوگوں کے پاس ہی جانا پڑے گا۔ اُن کے گھروں میں اور اُن کی دکانوں پہ اُن کی منّت سماجت کر کے اُن کو دین پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کرنی ہو گی، ورنہ جب تک دِلوں میں رغبت نہ ہو جیسا کہ بہت سے لوگوں میں نظر آتا ہے کہ نمازوں کو چھوڑے ہُوئے ہیں۔ اور کتنی ہی خواہشات کو اختیار کیے ہُوئے ہیں۔ وہ خود آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ اُن میں رغبت پیدا کرنے کے لیے آپ کو ہی اُن کے پاس جانا ہوگا۔ اور اُن کو یاد دلانا ہوگا کہ وہ کس غرض سے پیدا کیے گئے ہیں اور پہلے علماء و اولیاء کی تاریخ میں ایسے واقعات بے شمار ہیں کہ وہ خود لوگوں کے پاس جا کر اُن کی اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم